سید عطاء المحسن بخاری

ایک مرزائی کے خط کے جواب میں!

معاف زندگی میں کچھ مراحل ایسے آتے ہیں جب آدمی کی ذھنی طاقت بکھر جاتی ہے یا انکار کرتی ہے اور یہ مرحلہ بہت ہی آزمائشی مرحلہ ہوتا ہے خصوصاً جب کوئی گالیاں دیکر مثبت جواب کا مطالبہ بھی کرے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے روزنامہ جرأت لاہور میں ایک مضمون شائع ہوا تو ردّ عمل میں ایک مرزائی کا خط میرے نام آیا جو اس کی ذھنی سطح کے مطابق میرے مضمون کا جواب ہے۔ پورا خط تو کالم میں نقل کرنے کے قابل نہیں ہے کہ وہ گالیوں کا پلندہ ہے البتہ چند اقتباسات ہم درج کر رہے ہیں۔ اس کا آغاز ملاحظہ فرمائیں اور قارئین اسے پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اسی کا نام شرافت ہے؟

"۲۱-۵-۹۶ کے روزنامہ جرأت میں "قادیانیت عالم اسلام کے لئے خطرہ" کے عنوان کے تحت آپکا ایک مضمون چھپا ہے "ایک ننگ قوم، ننگ ملت انسان کے قلم سے سوائے مغلظات بد کلامی، تلبیس اور دشنام طرازی کے اور کوئی بات نکل بھی کیسے سکتی ہے۔"

ایک سطر بعد پھر ربوائی انداز گفتگو شروع ہوتا ہے۔

"جس طرح ابوجہل، ابولہب، عتبہ و شیبہ کے دلوں پر قفل پڑ گئے تھے اور وہ محمد مصطفی ﷺ کی نبوت کا چراغ اور درخشندہ آفتاب نہ دیکھ سکے اور اسکی حقیقت کو نہ پہچان سکے اسی طرح آپ ایسے کج فطرت لوگ بھی مرزا غلام احمد صاحب کی باتوں کو نہ سننے پر تیار ہوئے اور نہ سمجھنے کے لئے"۔

قارئین اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور قادیانی شرافت کا شہ پارہ ملاحظہ فرمائیں اور داد دیں کہ ایک مرزائی، مرزا غلام احمد کی کتنی تابع داری کرتا ہے۔ گالیاں دینا ہر کافر، مشرک مرتد، زندیق اور مُلحد کی عادت ہوتی ہے۔ ایک مرزائی کا اس قدر گندی گفتگو سے نوازنا اور غیر انسانی لب و لہجہ سے خطاب کرنا ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ ان کے نبی مرزائے کادیانی نے بھی اپنے مخالف مسلمانوں کو ایسے الفاظ سے ہی یاد کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا

ونساء ھم من دو ھن الاکلب

(ترجمہ) "تمام دشمن جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں" یہ وہ چراغ قادیان ہے جو مجھ سے مسلمان کو دکھانا چاہتے ہیں اور وہ بھی اسی لب ولہجہ میں۔ قادیانی کا یہ وہ درخشندہ آفتاب ہے جو قادیانی بزر جمہر اور کونہ کرد مجھے دکھلا کر اپنا ہمنوا بنانا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مرزائیو! کذب و دجل کے آفتاب کی روشنی تمہیں مبارک ہو، اسکی کرنوں سے تم ہی فیضیاب ہو۔ غلام احمد قادیانی کی یہ بات سمجھنے میں کونسی ملکوتی صفت

کی ضرورت ہے جو میں سمجھ نہ سکا۔ گالی آخر گالی ہے۔ اسے ہر دور کے ہوشمند انسانوں نے برا سمجھا اور گالی دینے والے کو بھی برا جانا۔ ان مرزائی صاحب نے لکھا ہے کہ "جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ۱۰۵ سال گزر گئے ہیں، کونسا حربہ ہے جو آپ جیسے ملاؤں نے اسے ختم کر دینے کے لئے استعمال نہیں کیا"

مرزائی صاحب! یہ تو کوئی ایسے کمال کی بات نہیں اور اگر یہی کمال کی بات ہے تو مرزا غلام احمد کے بقول "عیسائیت کو ختم کرنے کے لئے مسیح موعود آئیگا" پھر عیسائیت تو آپ کے مسیح موعود مرزا غلام احمد سے ختم نہ ہوئی بلکہ "وہ ہندوستان میں اللہ کی رحمت" بن کر آئے اور آپ کے مرزا صاحب اور ان کے خاندان کو میڈ ترمیوں پر خدمات کے عوض باغ و بہار کر گئے اور جس "خاندان کی حالت تین سو سال پرانی خبر جیسی تھی" اسکو "نونہال" کر گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد سر ظفر اللہ خاں آنجہانی کی وزارت خارجہ کے صدقے تم مسلم لیگ کے بغل بچے بن کر بیٹھے رہے۔ ربوہ کی لاکھوں کی زمین کوڑیوں کے عوض حاصل کی، "اللہ کی رحمت" کا آخری مہرہ گورنر فرانس موڈی تمہیں نہال کر گیا۔ تمہاری نسلوں کو "رہا" گیا۔ ۱۸۸۳ء سے لیکر آج تک تم مرزائی اقتدار کی گود میں پرورش پاتے رہے اور طعنہ احرار کو دیتے ہو ایسے ہے، جب قحبہ بوڑھی ہو جائے تو تمام الزام و دشنام پیشگی ضمیروں کے لئے وقف کر دیتی ہے اور یہ اسکی قحبہ گری کا نچوڑ ہوتا ہے۔ ایک سو پانچ سال کافی عمر ہے اور اس عمر دراز کا یہی تجربہ آپ کا حکومتی سرپرستی میں پھلنے پھولنے اور سوچنے کا شتر غمزہ ہے۔

آپ نے مزید لکھا ہے کہ:

"ایک عاجز بشر ہو اور خدا سے ٹکر لینے پر تل جائے تو وہی کچھ حشر ہوتا ہے جو بھٹو صاحب اور ضیاء الحق صاحب کا ہوا۔"

یہ بھی آپ کے مرزا غلام احمد صاحب کے دعووں کی طرح ایک دعویٰ ہے کہ "جو جھوٹا ہو گا وہ ہیضے کے قہر الٰہی سے مر جائیگا" مرزا نے کہا "پیر مہر علی شاہ مر جائے گا، ثناء اللہ امرتسری ہیضے سے مر جائیگا چونکہ وہ جھوٹا ہے۔" لیکن یہ دونوں بزرگ تمہارے جھوٹے ہونے کے لئے اللہ نے زندہ و تابندہ رکھے اور تمہارا وڈیرا غلام احمد "قہر الٰہی ہیضے" میں مبتلا ہو کر بیت الخلاء میں مر گیا۔ اپریل میں لاہور آئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں لیٹرین میں مر گئے۔ وہ بلڈنگ (احمدیہ بلڈنگ) اور اس کی لیٹرین اب تک لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر موجود ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ: "مرزا صاحب نے انگریز کی تعریف کی بعینہ اسی طرح جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف نجاشی شاہ حبشہ کے لئے اور نوشیرواں شاہ ایران کے لئے۔ یعنی ان بادشاہوں کے انصاف اور رعایا پر شفقت کی وجہ سے نہ کہ انعام و اکرام حاصل کرنے کی خاطر"

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اس کا حوالہ کوئی نہیں دیا یونہی جہالت پر مبنی گفتگو کی ہے۔ دوسرے یہ کہ شاہ حبشہ نے حضور پر نور ﷺ کی دعوت حضرت جعفر طیار بن ابوطالب سے سنی تو اس کا دل

پسیج گیا تھا اور اس نے حضور ﷺ کی دعوت کو اچھے الفاظ سے تعبیر کیا تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

غلام احمد قادیانی صاحب نے جن انگریز حکمرانوں کی تعریف کی تھی اور آپ بھی انہی کے قدح خوار و مدح خوار ہیں۔ میں پوچھتا ہوں ان مذکورہ صفات میں سے ان یہودی اور عیسائی حکمرانوں میں کونسی بات پائی جاتی ہے؟

نوشیرواں کا حوالہ تمہارے فرقہ ضالہ کے ذمہ ہے۔ لیجئے اب پڑھیئے مرزا غلام احمد قادیانی کی "حقیقت رسالت" مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے"

کسی خاندان کی ایسی چاپلوسی اور غلامی لکھی ہوئی دکھائیے۔ ایسا تو ہے کہ جن مسلمانوں نے انگریز کی چاپلوسی ووفاداری کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالا وہ افراد تھے خاندان نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں نے غدار، ٹوڈی، بکاؤ مال وغیرہ کے اسماء و القاب سے ہمیشہ یاد کیا۔ آپ بھی کم سے کم اسی زمرہ میں تو آتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ کسی مسلمان نے جہاد کو حرام نہیں کہا مگر پڑھیئے آپ کے اعلیٰ حضرت مرزا غلام احمد سفلیت کے کس مقام پہ کھڑے ہیں۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان و قلم سے اس اہم کام میں مشغول رہا ہوں کہ تمام مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلیشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کردوں"

.... آگے مزید لکھتے ہیں کہ: "تامیں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ (مجموعہ اشتہارات، جمع مفتی محمد صادق ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ اپریل ۱۹۱۲ء)

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ پر مرزا صاحب کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۴۹)

رابرٹ ایبرٹن، لیپل گریفن، ولسن کی تائیدی اسناد کس بات کی علامت ہیں۔ چند غدار مسلمانوں کی طرح انگریز سے وفاداری کا پٹہ گلے میں ڈالنے کے مترادف یا اس سے بڑھ کر۔ لیجئے میں خود کوئی چارج شیٹ مرتب نہیں کرتا اپنے انگریزی اعلیٰ حضرت کی درخواست جو "علیا حضرت" ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں پیش کی گئی پڑھئے اور اپنی چنچنی تبروں پر جھومر ڈالئے۔

"سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔"

پھر لکھتے ہیں۔

"تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے" (ستارہ قیصرہ ص ۸ و ۹ مطبوعہ ۱۹۲۵)

اب تو خود کاشتہ کے معنیٰ متعین ہو گئے۔

جہاد کو گندا خیال، حرام خونی عمل درندگی کہنے کے نتیجے میں ملکہ وکٹوریہ کے وجود کی برکت سے مرزا صاحب ۱۸۹۷ء میں پرمانٹ اور کنفرم ہو گئے۔

یہ تمام چاپلوسی کس لئے تھی اور اس کا پس منظر کیا تھا؟ لیجئے سرمۂ چشم بصیرت حاضر ہے۔

"اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچائے۔" (تحفۂ قیصریہ، مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء)

۱۰۰ برس پرانے اعتراضات پر آپ کو اعتراض ہے تو مسیلمہ کذاب کو ۱۴ سو برس ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس کی زندگی کے اعمال پر بھی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ آپ تاریخ ہند میں سے ایک ایسا غدار تلاش کر دیں جو انگریز کا درباری بھی ہو اور اسے ملتا بھی کچھ نہ ہو۔ اسی لئے زبان دانوں نے یہ محاورہ بنایا ہے، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ ضلالت و ذلالت کی آخری حد بھی ملاحظہ ہو کہ مرزا کادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کی اطاعت و غلامی اور محبت و وفاداری میں اسے کیا کچھ نہ بنا دیا۔

"فرشتوں کی روحیں بھی بول اٹھیں کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسماں سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!" (حوالہ مذکور ص ۳)

سکھوں کے ظلم کی داستان بہت طویل ہے مگر میں پوچھتا ہوں غلام احمد جس دور میں پل کر بڑا ہوا وہ تو عہد انگریز ہے ۱۸۳۸ء میں پیدا ہونے والا پشتینی وفادار ۱۸۵۷ء میں انیس بیس کا جوان تھا، اس سے سکھوں نے کیا چھینا؟ اگر پنجاب کے سکھوں نے کچھ چھینا ہو گا تو مسلمانوں سے۔ غلام احمد کا دادا عطا محمد مرحوم تو مسلمان تھا اس نے تو سکھوں کے گن نہیں گائے زمین اس سے اور اس کے والد گل محمد مرحوم سے چھینی گئی غلام احمد کو سکھوں کے گن گانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر انگریز کے گن مسلسل ساٹھ برس گائے، اسکی کیا ضرورت تھی؟ دوسرے یہ کہ غلام احمد کے دادا جان عطا محمد مرحوم کو سکھوں کے دربار میں باریابی حاصل

تھی۔ سکھوں نے عطا محمد کو کچھ زمین بھی واپس لوٹائی تھی۔ پڑھیئے اپنے اکابر کا کچا چٹھا۔

سکھوں سے تو مسلمانوں نے جہاد بھی کیا۔ ۱۸۳۱ء میں سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی جنگ سکھوں سے جاری تھی اور غلام احمد کا خاندان سکھوں سے زمین کی واپسی کے لئے سکھوں کی منت و سماجت کر رہا تھا جسکے صلہ میں ۵ بیگھہ زمین واپس ملی تھی۔ تمہیں یاد ہو! کہ نہ یاد ہو باقی کس مسلمان کی جائیداد واپس کی گئی تھی؟

دین کی بحث کرتے ہوئے ذاتی بحث کا آغاز کسی شخص کی دینی کمزوریوں کا منہ بولتا ثبوت ہوا کرتا ہے جواب آں غزل کے طور پر مجبوراً یہ سب کچھ لکھنا پڑا۔ میں الحمدللہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم و مغفور کا ہی بیٹا ہوں آپ کا یہ طعنہ کہ "ان کی آخری زندگی کس مپرسی میں گزری، **اور ہم نے ان کی مدد کی۔**"

تو عرض ہے کروڑوں انسان جو مال وزر سے (آپ کے اعلیٰ حضرتوں کی طرح) حصہ نہیں پاتے وہ آپ ایسے لوگوں کو کس مپرسی کے عالم میں دکھائی دیتے ہیں آپ بتاسکتے ہیں۔ کہ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیتہ کے اعاظم رجال دنیاوی اعتبار سے کسی دبدبہ، طمطراق اور ظاہری کروفر سے آراستہ ہوں؟ اللہ والوں کی تو آخرت ہے، دنیا نہیں۔ الدنیا سجن المومن وجنتہ للکافر: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کا بہشت۔

۱۹۵۰ء کے بعد آپ کا لال بجھکڑ اللہ دتہ جالندھری آپ کے چند اور کفار کے ہمراہ **سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے** گھر آیا تھا اور آتے ہی سوال کیا کہ کیا حال ہے؟ جس کا جواب والد ماجد رحمہ اللہ نے دیا تھا کہ

.... جنوں میں جیسا ہونا چاہیئے ویسا گریباں ہے۔

اللہ دتہ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے طنزاً کہا میں ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری، **تو والد صاحب نے** اس کے طنز کو جان کر کہا تھا.... "وانا ابوالعطایا، عطاء اللہ" **میں اس موقع پر خود موجود تھا۔** ذرا وہ مدد بتائیے کہ کیا تھی؟ ۳۸ سال بعد آپ کو طعنہ زنی سوجھی۔ ان کی زندگی میں کیوں نہ بولے کیوں نہ اس راز کو طشت ازبام کیا کہ جو شخص زندگی بھر غلام احمد پر سنگ زنی کرتا رہا اسی غلام احمد کے ماننے والے ایک شخص نے اسکی مدد کی تھی۔ ہم نے تمہیں چائے پلائی، تمہاری مہمان نوازی کی تم نے یہ تو بتانا گوارا نہ کیا الٹا جھوٹ بولا اور اپنا اعمالنامہ سیاہ کیا **سچ ہے جو شخص حضورؐ کا نمک حرام ہے اس کے ماننے والے حضورؐ کے امتیوں کی نمک حرامی کیسے نہیں کریں گے۔** غالب نے ایسے موقع پر کہا تھا۔

شرم **تم کو** مگر نہیں آتی

یہود و ہنود کی مدد سے زندگی کی نشوونما اور مال کے برتے پر نمود و نمائش ہی اگر حق کی علامتیں ہیں تو بقیہ کفار و مشرکین جو تمہارے بھی سرپرست ہیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ مرزائیت اگر ختم نہیں ہوئی تو کیا یہ اسکے حق ہونے کی دلیل ہے؟ روشنی اگر ہے تو تاریکی بھی رہیگی۔ تم عیسائی حکومت کو اللہ کی رحمت کہو تو درست اور اگر عیسائی تمہیں کافر قرار دیدیں تو غلط کیوں؟ اصل سمجھنے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ تم ایسے کھلے کافر ہو کہ

(بقیہ ص ۴۰ پر دیکھیں)